حیلہ، اقسام اور اس کی شرعی حیثیت

JURISTIC STATUS OF TACTIC AND ITS KINDS

Hafiz Atif Iqbal
Assistant Prof. Islamic Studies Department, Govt. Islamia College Railway Road, Lahore: hafizatifiqbalkhattak@gmail.com
Muhammad Ijaz
Professor, Sheikh Zaid Islamic Center, Punjab University, Lahore: director.szic@pu.edu.pk

Abstract

This paper encompasses a vast concept of tactic among the jurists and its outcomes into the Muslim society. The purpose of this research is to analyze the views of jurists and renowned scholars' discussions about the explanation and legal perspective of tactic and its consequences into the Muslim society. Descriptive and qualitative method of research has been adopted. The review of literature reveales that there is an impression among the masses that every kind of tactic in Islam gives way to escape from the Shariah, so the question arises whether every type of tactic is illegal. In the context of the study of the jurists and scholars involved in this issue, there is a need to clarify the shari'ah point of view in this regard. The answer to this issue depends on four positions: (First) If a right (whether the right of Allah or the right of human) is invalidated by a legal way or to obtain a void (interest, bribery, etc.), it will be "Unlawful". (Second) If a right is obtained in a lawful manner, or a persecution is annulled / nullified, it will be "Commendable" or "Incumbent". (Third) If legally protected from harm, it will be "Desireable" or "Admissible". (Fourth) If it is permissible to give up a desirable in a legitimate way, it is "Affliction". It is said that Aḥnāf validate every kind of tactic but the justification regarding Aḥnāf's view is that they only validate that kind of tactic which is to avoid ḥarām or to get out of trouble. This article analyses the views and arguments of the cliques / coteries in determining the nature of Tactic in the light of Shariah.

Keywords: Qurān, Sunnah, Tactic, Kinds of Tactics, Jurisprudence

عوام الناس میں ایک تاثر دیکھنے کو ملتا ہے کہ دین میں ہر قسم کا حیلہ شریعت سے فرار کا راستہ فراہم کرتا ہے لہذا اس بابت یہ استفسار ہے کہ کیا دین میں ہر قسم کا حیلہ ناجائز ہے؟ اس مسئلہ میں منقول فقہا و اہل علم کی تحقیق کے تناظر میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ حیلے کی شرعی حیثیت کو واضح کیا جائے۔

علامہ راغب اصفہانی ''مفردات القرآن'' میں لفظِ حیلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''الحیلة والحویلة''اُس تدبیر کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز تک پوشیدہ طور سے پہنچا جاسکے، عام طور پر اس کا استعمال بری تدبیر کے لیے ہوتا ہے لیکن کبھی ایسی چیز کے لیے بھی ہوتا ہے جس میں حکمت اور مصلحت ہوتی ہے۔ اسی معنی میں حیلہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں آیا ہے ''وھوشدید المحال''[1] یعنی اللہ تعالیٰ خفیہ طریقہ سے اس کام کو سر انجام دیتا ہے جس میں حکمت اور مصلحت ہوتی ہے۔

''والحیله والحویلة ما یتوصل به الی حالة ما فی خفیة واکثر استعمالها فیما فی تعا طیه خبث، وقد تستعمل فیما فیه حکمة ولهذا قیل فی وصف الله عزوجل''وهو شدید المحال'' ای الوصول فی خفیة من الناس الی ما فیه حکمة''[2]

علامہ مناوی نے علامہ اصفہانی کی مثل تقریباً یہی مفہوم بیان کیا ہے۔

''الحیله ما یتوصل به الی حالة ما فی خفیه واکثر استعمالها فیما فی تعاطیه خبث وقد تستعمل فیما فیه حکمة''[3]

حیلہ اس کو کہتے ہیں جس کے ذریعے انسان مخفی حالت تک پہنچ جاتا ہے اور اس کا اکثر استعمال مکر کرنے میں ہوتا ہے۔ کبھی ایسی چیز میں بھی استعمال ہوتا ہے جس میں دانائی ہوتی ہے۔

تاہم علامہ قونوی نے اسے امور میں نرمی سے تعبیر کیا ہے۔

1- القرآن، الرعد، ۱۳:۱۳

2- اصفہانی، راغب، المفردات فی غریب القرآن، شام، دار القلم، سنة الطبعة ۲۰۰۹ء، ص ۲۶۷

3 - المناوی، محمد عبدالرؤف بن تاج العارفین، التوقیف علی مہمات التعاریف، بیروت، دارالفکر، طبعہ اولیٰ، سنة الطبعة ۱۴۱۰ھ، ۳۰۳/۱

"الحیله هی ما یتلطف به لدفع المکروه اوجلب المحبوب ای یترفق به، والترفق خلاف التعسف" [4]حیلہ وہ ہے جس کے ذریعے نرمی کر کے ناپسندیدہ چیز کو دور کیا جاتا ہے یا پسندیدہ چیز کو حاصل کیا جاتا ہے اور نرمی سختی کی ضد ہے۔

نیز علامہ فیومی لفظِ حیلہ کے مفہوم میں "مہارت" تک توسیع دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"الحیلة: الحذق فی تدبیر الامور وهو تقلیب الفکر حتی یهتدی الی المقصود"[5]

حیلہ معاملات میں غور کرنے کی مہارت کا نام ہے اور ایسی فکر کا نام ہے جو انسان کو مقصود تک پہنچادے۔

علامہ جرجانی کے نزدیک حیلہ ناپسندیدہ امر سے پسندیدہ امر کی طرف التفات کا نام ہے۔

"وهی التی تحول المرؤ عما یکرهه الی ما یحبه"[6]

جو انسان کو ناپسندیدہ چیز سے پسندیدہ چیز کی طرف پھیرا دے۔

خلاصہ یہ کہ حیلہ کے لغوی معانی میں مجموعی طور پر دو چیزیں شامل ہیں۔

i۔ مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ چاہے وہ مقصود اچھا ہو یا برا ہو۔

ii۔ تدبیرِ امور میں ہوش مندی اور حکمت کا نام۔

حیلہ کے اصطلاحی مفہوم

فقہاء و محدثین کے ہاں حیلہ کے اصطلاحی معانی حسبِ ذیل ہیں:

علامہ ابن نجیم مصری حیلہ کو ایک شرعی خلاصی کا عنوان دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الحیل ما یکون مخلصا شرعیا لمن ابتلی بحادثة دینیة"[7]

حیلہ اس شرعی خلاصی کا نام ہے جو اس شخص کے لیے ہوتی ہے جو کسی دینی مشکل میں مبتلا ہو جائے

علامہ ابن حجر عسقلانی حیلہ کی نہایت مختصر و جامع تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

4- القونوی، قاسم بن عبد اللہ الحنفی، انیس الفقہاء، جدہ، در الوفاء، طبعہ اولی، سنة الطبعة ١٤٠٦ھ، ١/٣٠٤

5- الفیومی، احمد بن علی، المصباح المنیر، بیروت، المطبعة الامیریة، طبعہ ثالثہ، سنة الطبعة ١٩١٢ء، ١/١٥٧

6- ابو الحسن علی بن محمد بن علی، التعریفات، بیروت، دار الکتب العلمیہ، طبعہ ثالثہ، س۔ن، ص ٥٦

7- ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم الحنفی، الاشباہ والنظائر، مصر، موسسة الحلبی و شرکاوہ، طبعہ اولی، سنة الطبعة ١٣٨٧ھ، ص ٤٠٥

"ھی ما یتوصل به الی مقصود بطریق خفی"[8]

خفیہ راستے سے مقصود تک رسائی کا نام حیلہ ہے۔

علامہ ابن قیم الجوزی اسے ذہانت و فطانت کا نام دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"انه ما غلب علیها ای الحیلة بالعرف استعمالها فی سلوک الطرق الخفیة التی یتوصل بها الرجل الی حصول غرضه بحیث لا یتفطن له الا بنوع من الذکاء والفطنة وسواء کان المقصود امرا جائزا او محرما"[9] بے شک عرف میں حیلہ کا زیادہ تر استعمال ایسے مخفی راستوں پر چلنے میں ہوتا ہے جس میں آدمی ایک قسم کی ذہانت و فطانت انجام دے کر مقصود کے حصول تک پہنچ جاتا ہے چاہے مقصود امرِ جائز ہو یا امر حرام۔

علامہ ابن قدامہ المقدسی حیلہ کے کئی مفاہیم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"الحیل بقوله: ان یظهر عقدا مباحا یرید به محرما مخادعة وتوسلا الی فعل ما حرم الله، اواستباحة محظوراته او اسقاط واجب ونحو ذلک"[10] حیلہ عقدِ مباح ظاہر کر کے حرام چاہنا، دھوکہ دہی کے ذریعے اللہ کی حرام کردہ چیز کو کر گزرنا یا اس کی ممنوع کردہ اشیاء کو مباح قرار دینا، یا کسی واجب کو ساقط کرنا وغیرہ کا نام حیلہ ہے

خلاصہ یہ کہ حیلہ کے اصطلاحی معانی میں مجموعی طور پر درج ذیل چیزیں شامل ہیں۔

i۔ شرعی خلاصی کا نام
ii۔ مقصود تک بذریعہ مخفی راستے رسائی کا نام
iii۔ مقصود کے حصول میں ذہانت و فطانت کی انجام دہی کا نام
iv۔ عقدِ مباح کے ذریعے ممنوع اشیاء کے حصول کا نام

8- ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری، بیروت، دار الکتب العلمیہ، طبعہ اولیٰ، سنة الطبعة ۱۹۸۹ء، ۴۰۴/۱۲

9- ابن قیم الجوزی، محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین، بیروت، دار الفکر، طبعہ ثانیہ، سنة الطبعة ۱۹۷۷ء، ۳۰۴/۳

10- ابن قدامہ، موفق الدین، المغنی، بیروت، دار الکتاب العربی، سنة الطبعة ۱۹۸۳ء، ۵۶/۴

حیلے کے متعلقہ الفاظ:

اہل لغت نے حیلہ کے معانی واقسام کے لحاظ سے، حیلہ کے درج ذیل متعلقہ الفاظ یعنی مترادفات بیان فرمائے ہیں۔

1 خدعہ: (دھوکہ دینا)[11] 2 غرر: (دھوکہ دینا)[12]

3 تدبیر: (معاملہ کو سیدھا واستوار کرنا اس طرح کہ اس کا انجام بہتر ہو)[13]

4 کید: (مکروفریب کے ذریعے دوسرں کو ناپسندیدہ کام میں مبتلا کرنا ہے)[14]

5 مکر: (دوسرے کو بذریعہ حیلہ اُس کے اپنے مقصد سے پھیر دینا)[15]

6 توریۃ: (ظاہری معنی کو چھوڑ کر اس سے دوسرا معنی مراد لیا جائے جس کا احتمال لفظ میں ہو مگر وہ معنی ظاھر کے خلاف ہو)[16]

7 ذریعہ:(کسی چیز یعنی مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ)[17]

8 الصرف:(ایک چیز سے دوسری چیز کی طرف پھیرنا)[18]

11- ابن منظور، محمد بن علی، لسان العرب، بیروت، دار صادر، سنۃ الطبعۃ ۱۹۵۶ء، ۱۸۹/۹؛ الفیومی، المصباح المنیر، ۱۶۵/۱

12- الفراھیدی، خلیل بن احمد، کتاب العین، بیروت، مکتبۃ الھلال، س۔ن، ۳۴۶/۴؛ ابن منظور، لسان العرب، ۰۵/۱۱

13- الزبیدی، مرتضی حسینی، تاج العروس، مصر، دار لیبیا، سنۃ الطبعۃ ۱۹۶۶ء، ۲۸۱۳/۱

14- جبران مسعود، استاذ، الرائد، بیروت، دار العلم للمایین، الطبعۃ الثالثۃ، سنۃ الطبعۃ ۲۰۰۵ء، ص ۷۴۹؛ وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیہ، موسوعہ فقھیہ، کویت، وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیہ، الطبعۃ الثانیۃ، سنۃ الطبعۃ ۱۹۹۲ء، ۳۲۹/۱۸؛ مبارکپوری، ابو الحسن عبید اللہ بن محمد عبد السلام، مرعاۃ المفاتیح، بنارس الہند، ادارۃ البحوث العلمیہ، الطبعۃ الثالثۃ، سنۃ الطبعۃ ۱۹۸۴ء، ۵۴۱/۹

15- راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، ص ۲۷۷؛ مبارکپوری، مرعاۃ المفاتیح، ۵۴۱/۹

16- ابن منظور، لسان العرب، ۱۶۵/۷؛ الزبیدی، تاج العروس، ۴۶۶۳/۱

17- وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیہ، موسوعہ فقھیۃ، ۳۳۰/۱۸

18- النسفی، نجم الدین، عمر بن احمد، طلبۃ الطلبہ، کراچی، قدیمی کتب خانہ، سنۃ الطبعۃ ۱۹۹۳ء، ص ۲۴۳؛ نووی، یحی بن شرف، المنہاج، بیروت، دار احیاء التراث العربی، طبعہ ثانیہ، سنۃ الطبعۃ ۱۳۹۲ھ، ۳۱/۵

9　تقیہ:(جو دل میں ہو، زبان پر اس کے برعکس ہو)[19]

10　حذق:(معاملات میں حکمت وہوش مندی) [20]

مندرج بالا تمام مترادفات لفظِ حیلہ میں ماقبل مذکور حیلہ کے لغوی واصطلاحی معانی کی جھلک بخوبی دیکھی جا سکتی ہے۔

حیلہ کی اقسام

حیلہ کی تقسیم کے حوالے سے مختلف اقوال پائے جاتے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

پہلا قول

امام ابن القیمؒ نے حیلہ کی چار اقسام بیان فرمائی ہیں اور چوتھی قسم کے ذیل میں مزید تین ذیلی اقسام بھی بیان کی ہیں۔

امام ابن القیمؒ کے نزدیک حیلہ کی اقسام

1　ایسا حیلہ جو حرام ہو اور اس سے مقصود بھی حرام ہو۔

2　ایسا حیلہ جو فی نفسہ مباح ہو لیکن اس سے مقصود حرام ہو۔

(ایسے دونوں حیلے حرام ہیں کیونکہ حرام کی طرح حرام کے اسباب وذرائع بھی حرام ہیں۔)

3　ایسا حیلہ جو حرام امر کے لیے نہ ہو بلکہ مشروع امر کے لیے ہو جیسے اقرار، بیع اور نکاح(یہ حیلہ حلال ہے۔)

4　ایسا حیلہ جس سے حق لینا یا ظلم دفع کرنا مقصود ہو ۔(یہ حیلہ بھی مشروع ہے۔)

19- شاہ عبد العزیز، مولانا، مختصر تحفۃ الاثنی العشریۃ، ریاض، ادارۃ البحوث العلمیہ والافتاء والارشاد، سنۃ الطبعۃ ۱۴۰۴ھ، ص ۲۸۷

20 - ابو حبیب سعدی، الشیخ، القاموس الفقھی، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، س۔ن، ص ۱۰۶؛ معلوف، لویس، المنجد، بیروت، دار المشرق، سنۃ الطبعۃ ۱۹۸۶ء، ص ۱۶۳؛ خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا، قاموس الفقہ، کراچی، زمزم پبلشرز، سن طبع ۲۰۱۰ء، ۳۱۰/۳

"احدها ان تکون الحیلة محرمة ویقصد بها المحرم ۔۔الثاني ان تکون مباحة في نفسها ویقصد بها المحرم فیصیر حراما تجریم !الوسائل ۔۔الثالث ان تکون الطریق لم توضع للافضاء الی المحرم وانما وضعت مفضیة الی المشروع کالاقرار والبیع والنکاح والهبة۔القسم الرابع ان یقصد بالحیلة اخذ حق اودفع باطل" [21]

چوتھی قسم کی مزید تین قسمیں ہیں:

i ایسا طریقہ جو فی نفسہ حرام ہو اگرچہ اس سے مقصود حق کا حصول ہو مثلاً اپنے حق کے حصول کے لیے جھوٹے گواہ تیار کرنا۔

ii ایسا طریقہ جو فی نفسہ مشروع ہو اور مقصد بھی مشروع امر ہو مثلاً بیع، اجارہ، وکالت۔

iii حق کو پہنچنے یا ظلم کو روکنے کے لیے کسی چال دار راستے پر چلے جو مباح ہو اور وہ اسی مقصد کے لیے وضع تو نہ ہو مگر اس سے مقصود حاصل ہو جائے۔

" احدها ان یکون الطریق محرما في نفسه وان کان المقصود بها حق مثل ان یکون له علی رجل حق فیجحده ولا بینة له فیقیم صاحبه شاهدی زور یشهدان به ولا یعلمان ثبوت هذا الحق۔۔۔القسم الثاني ان یکون الطریق مشروعة وما یفضی الیه مشروع وهذه هي الاسباب التي نصبها الشارع مفضیة الی مسبباتها کالبیع والاجارة والوکالة۔القسم الثالث ان یحتال علی التوصل الی الحق او علی دفع الظلم بطریق مباحة لم توضع موصلة الی ذلک بل وضعت لغیره، فیتخذ ها هو طریقا الی هذا المقصود الصحیح "[22]

دوسرا قول:

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ کسی خفیہ طریقے سے مقصود کے حاصل کرنے کو حیلہ کہتے ہیں۔ علماء کے نزدیک اس کی اقسام درج ذیل ہیں۔

❖ اگر جائز طریقہ سے کسی حق (خواہ اللہ کا حق یا بندہ کا حق) کو باطل کیا جائے یا کسی باطل (مثلاً سود، رشوت وغیرہ) کو حاصل کیا جائے تو یہ حیلہ حرام ہو گا۔

---

[21]۔ابن القیم، محمد بن ابی بکر ایوب، اعلام الموقعین، بیروت، دارالجیل، سنة الطبعة ۱۹۷۳ء، ۳/ ۳۳۷۔۳۳۴

[22]-ابن القیم، اعلام الموقعین، ۳/ ۳۳۷۔۳۳۶

- اگر جائز طریقہ سے کسی حق کو حاصل کیا جائے یا کسی باطل یا ظلم کو دفع کیا جائے تو یہ حیلہ مستحب یا واجب ہے۔
- اگر جائز طریقہ سے کسی ضرر سے محفوظ رہا جائے تو یہ حیلہ مستحب ہے یا مباح ہے۔
- اگر جائز طریقہ سے کسی مستحب کو ترک کرنے کا حیلہ کیا جائے تو یہ مکروہ ہے۔

"حیلة وھی ما یتوصل به الی مقصود بطریق خفی وھی عند العلماء علی اقسام بحسب الحامل علیھا فان توصل بھا بطریق مباح الی ابطال حق او اثبات باطل فھی حرام، او الی اثبات حق او دفع باطل فھی واجبة او مستحبة، وان توصل بھا بطریق مباح الی سلامة من وقوع فی مکروہ فھی مستحبة او مباحة، او الی ترک مندوب فھی مکروھة۔"[23]

تیسرا قول:

علامہ شاطبی "الموافقات" میں لکھتے ہیں کہ حیلوں کی تین قسمیں ہیں۔

(1) جس کے باطل ہونے میں کوئی اختلاف نہیں جیسے منافقوں اور ریاکاروں کے حیلے۔

(2) جن کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں جیسے مجبوری کی صورت میں کلمہ کفر کہنا۔

(3) تیسری قسم میں اشکال اور پیچیدگی ہے جس میں غور کرنے والے کی فکر مضطرب ہو جاتی ہے کیونکہ اس حیلہ میں کوئی واضح دلیل نہیں ہوتی جس سے یہ ظاہر ہو کہ اس حیلہ کو پہلی قسم سے ملایا جائے یا دوسری قسم سے۔

"احدھا لاخلاف فی بطلانه کحیل المنافقین والمرائین۔ والثانی لا خلاف فی جوازہ کالنطق بکلمة الکفر اکراہا علیھا، اما الثالث فھو محل الاشکال والغموض وفیه اضطربت انظار النظار من جھة انه لم یتبن فیه بدلیل واضح قطعی لحاجة بالقسم الاول او الثانی"[24]

یعنی حیلہ کی صحت وعدمِ صحت کے بارے میں اختلاف اسی قسم ثالث میں پایا جاتا ہے۔

چوتھا قول:

موسوعہ فقہیہ میں ہے کہ حیلے دو طرح کے ہوتے ہیں:

23- ابن حجر، فتح الباری، ۳۲۶/۱۲

24- الشاطبی، ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات، المملکة العربیہ السعودیہ، دار ابن عفان للنشر والتوزیع طبعہ اولی، سنة الطبعة ۱۹۹۷ء، ۱۲۴/۲۔۱۲۵

(1) مشروع حیلے

(2) ممنوع حیلے

"تقسیم الحیل: تقسیم الحیل باعتبار مشروعیتها الی حیل مشروعة وحیل محرمة"[25]

مجموعی طور پر ان چاروں اقوال میں حیلے کی مشروعیت وعدمِ مشروعیت کو مختلف انداز میں زیر بحث لایا گیا ہے اس کی مزید تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

قرآن وسنت میں حیلہ کا تصور:

فقہاء کرام میں حیلہ کی تقسیم کے اختلاف کا مدعا یہی ہے کہ قرآن وحدیث میں حیلہ کے لیے دوطرح کے احکام موجود ہیں یعنی جس حیلہ کا مقصد حرام کو حلال کرنا نہ ہوبلکہ حرام سے بچنا ہو تووہ حیلہ مشروع ہے اور جس حیلہ کا مقصد حرام کو حلال کرنا ہووہ حیلہ ممنوع ہے۔

جائز حیلوں کی مشروعیت کے دلائل:

جائز حیلوں کی مشروعیت کے دلائل قرآن وسنت دونوں میں موجود ہیں۔ اولا قرآن کریم میں موجود شواہد حسبِ ذیل ہیں:

(1) حضرت ایوب علیہ السلام کسی وجہ کی بناء پر اپنی بیوی سے ناراض ہو گئے اور یہ قسم کھالی کہ بیماری سے تندرست ہونے کے بعد وہ اپنی اہلیہ کو 100 کوڑے ماریں گے۔ صحت یابی کے بعد آپ کو پریشانی لاحق ہوئی کہ قسم پوری کروں یانہ کروں۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک حیلہ بتایا کہ آپ سو تنکوں کی ایک جھاڑو لیکر اپنی بیوی کوماریں، اس سے آپ کی قسم پوری ہو جائے گی۔

ارشادربانی ہے " خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِه وَلَا تَحْنَثْ "[26]

(اے ایوب آپ اپنے ہاتھ میں تنکوں کی ایک جھاڑو لے لیں پھر اس سے ماریں اور اپنی قسم نہ توڑیں)

صاحب الشرح الممتع اس قصہ کی بابت لکھتے ہیں کہ حضرت ایوب کا قصہ اس بات کی دلیل ہے کہ مشروع حیلہ اختیار کرنا جائز ہے۔

25- وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیہ موسوعہ فقھیہ،۱۸/۳۳۰

26- القرآن، ص۳۸:۴۴

"والدلیل علی جواز التاویل قصة ایوب علیه الصلاة و السلام "[27]

بہر حال علامہ آلوسی حضرت ایوب علیہ الصلاۃ والسلام کے واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس واقعہ سے بہت سے لوگوں نے حیلوں کے جواز پر استدلال کیا ہے اور اس کو حیلے کی صحت کے لیے اصل قرار دیا ہے لیکن میرے نزدیک تفصیل یہ ہے کہ ہر وہ حیلہ جو کسی شرعی حکمت کے ابطال کا موجب ہو مثلاً زکوۃ کو ساقط کرنے کا حیلہ، تب یہ حیلہ قابل قبول نہ ہو گا۔

"وکثیر من الناس استدل بها علی جواز الحیل وجعلها اصلا لصحتها، وعندی ان کل حیلة اوجبت ابطال حکمة شرعیة لا تقبل کحیلة سقوط الزکاة "[28]

(2) حیلے کے جواز کی دوسری دلیل قرآن کریم میں مذکور ایک واقعہ ہے جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے بھائی بنیامین کو ایک حیلے کے تحت اپنے پاس رکھنا ہے وہ اس طرح کہ آپ نے شاہی ملازم کے ذریعے شاہی پیمانہ بنیامین کے سامان میں رکھوا دیا کیونکہ ملک کا قانون تھا کہ جس شخص کے پاس مالِ سروقہ بر آمد ہو وہ بطور سزا مالک کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ اور جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بنیامین کے سامان سے شاہی ملازم کے ذریعے رکھا ہوا شاہی پیمانہ بر آمد ہوا تو قانونی طور پر بنیامین کو حضرت یوسف علیہ السلام کے حوالے کر دیا گیا۔

ارشاد ربانی ہے: " كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ "[29] اسی طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کو تدبیر بتائی کہ وہ اپنے بھائی کو شاہی قانون کی وجہ سے نہیں لے سکتے تھے مگر یہ کہ اللہ چاہے

اس آیت مبارکہ کے ضمن میں مفسرین فرماتے ہیں کہ مباح، مشروع اور اغراضِ صحیحہ کے لیے بصورت حیلہ توصل درست اور جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ خلاف شرع نہ ہو۔

قوله تعالی " كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ "[30] "دلیل علی جواز الحیلة فی التوصل الی المباح"[31]

27- العثیمین، محمد بن صالح، الشرح الممتع، بیروت، دار ابن الجوزی، طبعہ اولیٰ، سنۃ الطبعۃ ۱۴۲۲ھ، ۱۶۹/۱۳

28- شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی الآلوسی، روح المعانی، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ الاولی، سنۃ الطبعۃ ۱۴۱۵ھ، ۲۰۰/۱۲

29- القرآن، الیوسف، ۱۲:۷۶

30- القرآن، الیوسف، ۱۲:۷۶

31- الکیاہراسی، ابو الحسن علی بن محمد، احکام القرآن، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، سنۃ الطبعۃ ۱۴۰۵ھ، ۲۳۳/۴

"وفیه جواز التوصل الی الاغراض بالحیل اذا لم تخالف شریعة " [32]

وفی ہذا ایماء الی جواز التوصل الاغراض الصحیحة بما ظاھرہ الحیلة والمکیدة اذا لم یخالف شرعا ثابتا" [33]

3۔ مجوزین حیلہ کے ہاں درج ذیل آیت مبارکہ میں بھی حیلہ کے جواز کی طرف اشارہ موجود ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ والنِّسَاء وَالْوِلْدَانِ لَايَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَلَا يَهتَدُوْنَ سَبِيْلًا"[34] (بجز ان لوگوں کے جو مردوں و عورتوں اور بچوں میں سے کمزور ہوں (کہ) نہ کوئی تدبیر کر سکتے ہوں اور نہ کوئی راہ پاتے ہوں۔)

یعنی اس آیتِ مبارکہ میں خود اللہ تعالیٰ نے کافروں سے خلاصی کی تدبیر بیان کی ہے نیز ایسا حیلہ محمود و پسندیدہ ہے اور اس پر عمل کرنے والے کو ثواب بھی ملے گا۔

"اراد بالحیلة التحصیل علی التخلص من الکفار وھذہ حیلة محمودة یثاب علیھا من عملھا" [35]

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی جائز حیلوں کی مشروعیت کے دلائل موجود ہیں جو حسبِ ذیل ہیں:

1:۔ حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ انصار میں سے ایک شخص بیمار ہو گیا حتی کہ وہ بہت کمزور ہو گیا اور اس کی کھال ہڈیوں سے چپک گئی اس کے پاس انصار کی ایک باندی آئی وہ اس پر فریفتہ ہو گیا اور اس سے جنسی عمل کر لیا۔ اُس نے اپنے قبیلے کے لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے متعلق حکم معلوم کیجئے کیونکہ میں نے اُس باندی سے جنسی عمل کیا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس واقعہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور ساتھ ہی اُس بیمار شخص کے بارے میں کہا کہ وہ اتنا بیمار ہے کہ ہم اگر اُس کو آپ کے پاس اُٹھا کر لائیں تو اُس کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

32- القرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الانصاری، تفسیر قرطبی، القاهرة، دار لکتب المصریة، سنة الطبعة ۱۹۶۴ء، ۲۳۶/۹

33- المراغی، شیخ احمد بن مصطفی، تفسیر المراغی، مصر، شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البانی الحلبی واولادہ، سنة الطبعة ۱۴۲۵ھ، ۲۱/۱۳

34- القرآن، النساء ۴:۹۸

35- وزارة الاوقاف والشؤن الاسلامیہ، موسوعہ فقھیہ، ۳۳۱/۱۸

''فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یاخذوا لہ مائة شمراخ فیضربوہ بھا ضربة واحدة'' 36

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سو درخت کی سوٹہنیوں کے لینے کا حکم دیا(کہ اُس کا گچھا بنالو)اور اُس کے ساتھ اس پر ایک ضرب لگاؤ۔)

2:۔　حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو خیبر کا عامل مقرر کیا وہ عمدہ کھجوریں لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا خیبر کی ساری کھجوریں ایسی ہی ہیں؟اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !خدا کی قسم نہیں، بلکہ ہم دو صاع کے بدلے میں اس سے ایک صاع اور تین کے بدلے دو صاع (ایسی کھجور) لیتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لَا تَفْعَلْ، بِع الجمع بالدراهم، ثم ابتع بالدراهم جنیا'' 37

(ایسا نہ کیا کرو بلکہ اپنی جمع کردہ کھجوروں کو درہموں سے بیچ دیا کرو اور پھر عمدہ کھجوریں درہموں سے خرید لیا کرو۔)

3:۔　موسوعہ فقہیہ میں ہے کہ کفر پر مجبور کیے جانے والے شخص کو کلمہ کفر ادا کرنے کی اجازت شریعت نے دی ہے تاکہ اس کی جان محفوظ رہے، یہ جان کی حفاظت کا ایک حیلہ ہے۔جس طرح کسی شخص کا جان کی حفاظت کے پیشِ نظر دائرہ اسلام میں داخل ہونا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

''فاذا قالوا: لا الہ الا اللہ عصموا منی دمائھم واموالھم الا بحقھا''38

(جب وہ لا الہ الا اللہ کہیں گے تو مجھ سے اپنی جان اور اپنے اموال کو محفوظ کرلیں گے البتہ حق اسلام اس سے مستثنی ہے۔)لہذا دونوں صورتوں پر اسلام کے ظاہری احکام جاری ہونگے۔

"اجازت الشریعة للمکرہ علی الکفر ان یتلفظ بکلمة الکفر احرازا لدمه، وفی هذا تحیل علی احراز الدم، والتحیل هنا کالتحیل بکلمة الاسلام احرازا للدم، کذلک کما فی قوله صلی الله

36-سنن ابی داود، باب فی اقامۃ الحد علی المریض، رقم الحدیث ۴۴۷۲؛ شرح السنۃ، باب حد المریض، رقم الحدیث ۲۵۹۱

37-البغوی، محمد حسین بن مسعود، شرح السنۃ، باب الاحتیال للخلاص عن الربا، رقم الحدیث ۲۰۶۴، بیروت، المکتبۃ الاسلامی، سنۃ الطبعۃ ۱۹۸۳ء، ۸/۱۷

38- صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب قول اللہ تعالی {وامر شوری بینہم}، رقم الحدیث ۷۳۶۸

علیه وسلم: فاذا قالوا لا اله الا الله عصموا منی دمائهم واموالهم الا بحقها " فکل من الحالتین نطق بکلمة من غیر اعتقاد فاجریت علیهما احکام الاسلام فی الظاهر" [39]

ناجائز حیلوں کی حرمت کے دلائل

ناجائز حیلوں کی حرمت کے دلائل بھی قرآن وحدیث دونوں میں پائے جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں ناجائز حیلوں کی حرمت کے دلائل حسبِ ذیل ہیں:

ا۔ قرآن کریم میں مذکور واقعہ سبت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حیلہ شریعت اسلام میں ممنوع ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا مِنْکُمْ فِی السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ کُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِیْنَ۔ فَجَعَلْنٰهَا نَکَالًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ" [40]،

(البتہ تحقیق تم نے اُن لوگوں کو جان لیا جنھوں نے ہفتہ کے دن میں زیادتی کی سو ہم نے کہا: ہو جاؤ بندر ذلیل، پھر ہم نے اس کو عبرت بنادیا اُن لوگوں کے لیے جو اُس وقت موجود تھے اور جو بعد میں آنے والے تھے اور ڈرنے والوں کے لیے نصیحت بنادیا۔)

ان آیاتِ مبارکہ میں یہودیوں کی ایک نافرمانی یعنی واقعہ سبت کا تذکرہ ہے۔ وہ اس طرح کہ قومِ یہود کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے دن کو معظم قرار دیا جیسے مسلمانوں کے لیے جمعہ کا دن معظم قرار دیا ہے اور ہفتہ کے دن کی تعظیم کے پیشِ نظر قومِ یہود کے لیے ہفتہ کے دن کا شکار من جانب اللہ ممنوع قرار دیا گیا۔ ایک طرف تو یہ حکم تھا اور دوسری طرف اُن کا امتحان تھا اور وہ امتحان اس طرح سے تھا کہ دوسرے دنوں میں مچھلیاں عام حالات کے مطابق پانی میں اندر ہی رہتی تھیں اور ہفتہ کے دن خوب اُبھر اُبھر کر پانی پر آجاتی تھیں جس کا تذکرہ سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 163 میں کچھ اس طرح ہے۔

"وَاسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ کَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ یَعْدُوْنَ فِی السَّبْتِ اِذْ تَاْتِیْهِمْ حِیْتَانُهُمْ یَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّیَوْمَ لَا یَسْبِتُوْنَ لَاتَاْتِیْهِمْ کَذٰلِکَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ" [41]

39- وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیہ، موسوعہ فقہیہ، ۳۳۱/۱۸

40- القرآن، البقرۃ، ۲: ۶۶۔۶۷

41- القرآن، الاعراف ۷: ۱۶۳

(اور اُن سے اُس بستی کا حال پوچھو جو سمندر کے کنارے پر تھی جب وہ ہفتے کے دن احکامِ الٰہی کی خلاف ورزی کرتے تھے اُس وقت کہ آتی تھیں اُن کے پاس مچھلیاں ہفتے کے دن اُبھر اُبھر کر سطح پر اور جس دن ہفتہ نہیں ہوتا تھا تو نہیں آتی تھیں اس طرح ہم آزمارہے تھے اُن کو اس وجہ سے کہ وہ نافرمان تھے)

اس پر ان لوگوں نے مچھلیاں پکڑنے کے حیلے نکالے اور یہ کیا کہ ہفتے کے دن آنے سے پہلے جال اور مچھلی پکڑنے کے کانٹے پہلے سے پانی میں ڈال دیتے تھے چنانچہ مچھلیاں ان میں پھنس کر رہ جاتی تھیں اور جب ہفتے کا دن گزر جاتا تو ان کو پکڑ لیتے تھے اور اپنے آپ کو سمجھالیتے تھے کہ ہم نے ہفتے کے دن ایک بھی مچھلی نہیں پکڑی وہ تو خود سے جالوں میں اور کانٹوں میں آگئیں۔یعنی اس طرح کے مکروفریب سے انہوں نے حکمِ الٰہی کی نافرمانی کی۔اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس نافرمانی کی پاداش میں انہیں ذلیل وخوار بندر بنادیا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ہم نے ان نافرمانوں کو حال اور مستقبل کی نسلوں کے لیے عبرت کا نشان بنادیا تاکہ متقین لوگ اس سے عبرت حاصل کریں۔

لہذا آیتِ مبارکہ (بقرہ:67) سے معلوم ہوا کہ آج بھی کوئی احکام الٰہی میں بصورتِ حیلہ نافرمانی کا ارتکاب کرئے گا تو ایسانہ ہو کہ اس کے لیے بھی اللہ تعالیٰ ایسا عذاب نازل فرمادے۔علامہ ابن کثیر واقعہ سبت کے تناظر میں لکھتے ہیں ۔

"وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِيْنَ" قَال: امة محمد صلى الله عليه وسلم، قلت: المراد بالموعظة ہاہنا الزاجر، اى: جعلنا ما احللنا بهؤلاء من الباس والنكال فى مقابلة ما ارتكبوه من محارم الله، وما تحيلوا به من الحيل، فليحذر المتقون صنيعهم لئلا يصيبهم ما اصابهم"[42]

(مو عظة للمتقين) یعنی یہ جو بعد میں آئیں گے ان پرہیزگاروں کے لیے موجبِ نصیحت ہو، موجب نصیحت یہاں تک کہ امتِ محمد کے لیے بھی کہ یہ لوگ ڈرتے رہیں کہ جو عذاب وسزائیں ان پر اُن کے حیلوں کی وجہ سے اور اُن کے مکروفریب سے حرام کو حلال کر لینے کے باعث نازل ہوئیں، ان کے بعد بھی جو لوگ ایسے حیلے اور مکروفریب کریں گے ایسانہ ہو کہ وہی سزا اور وہی عذاب ان پر آجائیں)

42- ابن کثیر، اسماعیل بن عمر بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، بیروت، دار طيبة للنشر والتوزيع، الطبعة الثانية، سنة الطبعة ۱۴۲۰ھ، ۲۸۸/۱

2۔ حیلہ کے عدم جواز کے حوالے سے قرآن کریم کی حسبِ ذیل آیت مبارکہ بھی بطور دلیل پیش کی جاتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:۔ "وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرْ "[43] (اور مت احسان کرو اس غرض سے کہ زیادہ فائدہ حاصل ہو)

ڈاکٹر عماد اموری جلیل لکھتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مفسرین فرماتے ہیں کہ اس غرض سے عطاء یا احسان کرنا کہ اس سے زیادہ حاصل ہو یا کسی شخص کو ہدیہ تحفہ اس نیت سے دینا کہ وہ اس کے معاوضہ میں اس سے زیادہ دے گا۔ یہ بھی حیلہ کی ایک قسم ہے۔

"واما ادلة تحريمها: قوله تعالى(وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرْ) قال المفسرون في تفسير هذه الآية لا تعط عطاء تطلب اكثر منه وهو ان تهدى ليهدى اليک اکثر من ہدیتک وهذا من الحيل"[44]

3۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی ازواج کے ساتھ طلاق کے معاملے میں بھی اچھے اقدام کا حکم دیا ہے یعنی اذیت کے پیش نظر بصورتِ حیلہ انہیں قیدِ نکاح میں محصور رکھنے سے منع فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے

" وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَامْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ۔۔۔ وَ لَا تَتَّخِذُوْا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا"[45]

(جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو اور ان کی عدت ختم ہونے لگے تو انھیں یا تو بھلے طریقے سے اپنے پاس رکھو یا بھلے طریقے سے رخصت کر دو اور انھیں دکھ پہنچانے کے لیے مت رکھو اور جو شخص ایسا کرے اس نے اپنی جان پر ظلم کیا تم اللہ کے احکام کو ہنسی کھیل مت بناؤ۔)

اس آیتِ مبارکہ کو علامہ شاطبی نے "الموافقات" میں حیلہ بازی سے ممانعت کے دلائل میں شامل کیا ہے کہ عورت کو طلاق دینے کے بعد عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کرنا تا کہ وہ مکمل طور پر آزاد نہ ہو اور دکھ یا تنگ کرنے کے پیشِ نظر ایسا حیلہ اختیار کرنا گویا احکامِ الٰہی سے استہزا کے مترادف ہے۔

43- القرآن، المدثر، ۷۴:۰۶

44- اموری، ڈاکٹر عماد، حکم الحیل فی الفقہ الاسلامی، کلیۃ التربیہ / جامعہ دیالی، مجلہ دیالی، سنۃ الطبعۃ ۲۰۰۷ء، ص ۲۵۸

45- القرآن، البقرہ، ۲:۲۳۱

"وفسرت بان الله حرم على الرجل ان يرتجع المراة يقصد بذلک مضارتہا بان يطلقها ثم يمہلہا حتى تشارف انقضاء العدة ثم يرتجعها ثم يطلقہا حتى تشارف انقضاء العدة وهكذا لا يرتجعها لغرض له فيها سوى الاضرار بها"[46]

(اس آیت کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد پر حرام کر دیا ہے کہ وہ بیوی کو دکھ پہنچانے کے قصد سے اس سے رجوع کرے وہ اس طرح کہ اسے طلاق دے اور چھوڑ دے اور جب عدت ختم ہونے کو ہو تو پھر رجوع کر لے پھر اسے طلاق دیدے حتی کہ عدت ختم ہونے لگے (تو پھر رجوع کر لے) اس طرح رجوع کرنے سے ان کی غرض صرف عورت کو دکھ دینا ہو)

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی ناجائز حیلوں کی حرمت کے دلائل پائے جاتے ہیں جو حسبِ ذیل ہیں:

ا:۔ ناجائز حیلوں کی حرمت کے حوالے سے سب سے مشہور حدیث یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ ''قاتل الله اليهود حرمت عليهم الشحوم فجملوها فباعوها''[47] (اللہ تعالیٰ قوم یہود کو تباہ وبرباد کرے۔ ان لوگوں پر چربی حرام کی گئی لیکن ان لوگوں نے چربی کو پگھلایا پھر فروخت کیا)

یعنی یہودیوں نے چربی کھانے کی حرمت پر اس کی قیمت کھانے کا حیلہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے اس عمل پر تباہی کی بددعا دی۔

''قاتل الله اليهود---، فاحتالوا على تحريم اكل الشحوم باكل اثمانها''[48]

2:۔ محدث ابن قیم الجوزی "اعلام الموقعین" میں حیلوں کی حرمت بیان کرتے ہوئے ایک حدیثِ مبارکہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ پانچ حرام چیزیں نام بدل کر حلال کر لی جائیں گی

ا۔ شراب کو نام بدل کر حلال کر لیں گے۔ ۲۔ حرام مال کا نام ہدیہ رکھ کر حلال کر لیں گے۔

۳۔ قتل کا نام رعب ڈال کر حلال کر لیں گے۔ ۴۔ زنا کا نام نکاح رکھ کر حلال کر لیں گے۔

46- ابراہیم شاطبی، الموافقات للشاطبی، ۳/۱۱۰۔۱۱۱

47- بخاری، صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب نزول عیسی بن مریم علیہما السلام، رقم الحدیث ۳۴۶۰

48- وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیہ، موسوعہ فقھیہ، ۱۸/۳۳۱

۵۔ سود کا نام تجارت رکھ کر حلال کرلیں گے۔[49]

پھر علامہ جوزی فرماتے ہیں کہ دیکھو یہ کلام کس قدر حرف بہ حرف صحیح نکلا کہ آج سود کو تجارت کے نام سے حلال کر لینے کی کئی صورتیں رائج ہیں یعنی اس بابت حیلوں والی صورتیں اختراع کرلی گئی ہیں حالانکہ سود بنص قرآنی حرام ہے۔

"قال شيخنا وقد جاء حديث آخر ہذا (مرفوعا وموقوفا من حديث ابن عباس رضى الله عنه) ياتى على الناس زمان يستحل فيه خمسة اشياء (بخمسة اشيائ) يستحلون الخمر باسم يسمونها اياه، والسحت بالهدية، والقتل بالرہبة، والزنا بالنكاح، والربا بالبيع" وهذا حق فان استحلال الرباء باسم ا لبيع ظاهر كالحيل الربوية التى صورتها صورة البيع وحقيقتها حقيقة الربا"[50]

3:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ایک مقام پر دوران خطاب حیلہ اختیار کرنے سے نہ صرف منع فرمایا بلکہ مزید تنبیہ کے طور پر فرمایا کہ ایسا کام بنی اسرائیل کیا کرتے تھے۔ ارشاد فرمایا:

''لا ترتكبوا ما ارتكبت اليهود فستحلوا محارم الله بادنى الحيل''[51]

تم لوگ ایسا نہ کرو جیسا کہ یہود نے کیا کہ تم لوگ اللہ تعالی کی حرام کردہ اشیاء کو معمولی حیلوں کے ذریعہ حلال سمجھنے لگو

حیلہ کی حدود / حیلہ کی شرعی حیثیت

جائز حیلوں کی مشروعیت اور ناجائز حیلوں کی حرمت کے دلائل کے اجمالی بیان کے بعد حیلے کی حد بندی کے حوالے سے فقہاء عظام اور بالخصوص احناف کا مؤقف کیا ہے؟ کیونکہ عوام الناس میں معروف یہ ہے کہ احناف کے ہاں ہر قسم کا حیلہ جائز ہے حالانکہ درج ذیل دلائل اور اقتباسات سے ثابت ہو گا کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

علامہ ابن قیمؒ حیلہ کے ناقدین کی صفِ اول میں شمار ہوتے ہیں اور آپ نے جس قسم کے حیلوں کے اختیار کرنے پر نقد کیا ہے، اس پر تبصرہ کرتے ہوئے حنفی عالم مولانا خالد سیف اللہ رحمانی رقم طراز ہیں۔

49۔ الخطابی، ابو سلیمان محمد بن ابراہیم، غریب الحدیث، مکۃ المکرمہ، جامعۃ ام القری، سنۃ الطبعۃ ۱۴۲۱ھ، ۲۱۸/۱

50۔ الجوزی، محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین عن رب العالمین، جدہ، دار ابن الجوزی، طبعہ اولی، سنۃ الطبعۃ ۱۴۲۳ھ، ۵۲۹/۴

51۔ البانی، الشیخ محمد ناصر الدین، مختصر ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل، بیروت، المکتب الاسلامی، طبعہ ثانیۃ، سنۃ الطبعۃ ۱۹۸۵ء، ۳۰۳/۱؛ الحنبلی، احمد بن محمد، صفۃ الفتوی، بیروت، المکتب الاسلامی، طبعہ رابعہ، سنۃ الطبعۃ ۱۴۰۴ھ، ۲۸/۱

''ابن قیم حیلہ کے شدید ناقدین میں سے ہیں بلکہ وہ اس گروہ کے سرخیل ہیں لیکن ''حیل'' کے موضوع پر ان کی مبسوط تحریر کا مطالعہ کرنے سے جس بات کا اندازہ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جس نوع کے حیلوں کو غلط ثابت کرنے کے لیے انہوں نے اپنی پوری قوت صرف کی ہے ان حیلوں کی کراہت و ممانعت پر پہلے ہی سے فقہاء کرام متفق ہیں، اختلاف زیادہ سے زیادہ بعض جزئیات کے انطباق پر ہو سکتا ہے کہ وہ اصولی طور پر حیلوں کی کس نوع میں ہیں''[52]

نیز فقہ حنفی کی مصادر میں شمار ہونے والی کتب میں وضاحت کے ساتھ یہ بات رقم ہے کہ فقہاء احناف نے صرف ایسے حیلوں کو جائز قرار دیا ہے جن کا مقصد حرام سے بچنا یا کسی تنگی سے نکلنا ہو مثلا

1- تیسری صدی کے مشہور حنفی فقیہ امام ابو بکر خصاف لکھتے ہیں:

"وانما الحیل شیء یتلخص به الرجل من الماثم والحرام ویخرج به الی الحلال فما کان من وجه او نحوه فلا باس وانما یکره من ذلک ان یحتال الرجل فی حق الرجل حتی یبطله او یحتال فی باطل حتی یموهه ویحتال فی شیء حتی یدخل فیه شبهة"[53]

(حیلے ایسی چیز ہیں جن کے ذریعے کوئی شخص گناہوں اور حرام سے نکل کر حلال کی طرف آجاتا ہے چنانچہ جو حیلہ ایسا ہو یا اس جیسا ہو اس کے اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور حیلے کی جو قسم ناجائز ہے وہ یہ ہے کہ ایسا حیلہ جس کے ذریعے سے کوئی شخص کسی دوسرے کے حق کو باطل کردے یا کسی باطل چیز پر ملمع چڑھادے اور کسی چیز میں حیلہ کر کے اس میں شبہ پیدا کر دے۔ (یہ سب حیلے ناجائز ہیں)

2- علامہ عینی حیلہ کو ایک اور منفرد پہلو سے پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وهی الفرار والهروب عن المکروه والاحتیال للهروب عن الحرام والتباعد عن الوقوع فی الآثام لا باس به بل هو مندوب الیه واما الاحتیال لابطال حق المسلم فاثم وعد وان" [54]

(اور حیلہ کسی مکروہ چیز سے بھاگنے، حرام سے فرار اختیار کرنے اور گناہ میں پڑنے سے بچنے کے لیے کوئی تدبیر و حکمت اختیار کرنے کا نام ہے لہذا اس کے اختیار کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ یہ تو پسندیدہ کام ہے البتہ کسی کا حق ختم کرنے کے لیے کوئی حیلہ کیا جائے تو یہ حیلہ گناہ ہے اور ظلم شمار ہوگا)

52۔ سیف اللہ رحمانی، قاموس الفقہ، ۳/۳۱۳

53۔ الخصاف، ابو بکر احمد بن عمر، کتاب الحیل للخصاف، القاہرہ، طبع مصر، سنۃ الطبعۃ ۱۳۱۴ھ، ص ۴

54۔ العینی، بدر الدین محمود بن احمد، عمدۃ القاری، بیروت، دار الکتب العلمیہ، طبعہ اولی، سنۃ الطبعۃ ۲۰۰۱ء، ۲۴/۱۶۴

3- علماء احناف کے مشہور فقیہ علامہ سرخسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "حاصلِ کلام یہ ہے کہ جس حیلے کے ذریعے کوئی شخص حرام سے خلاصی حاصل کرے یا حلال تک پہنچے تو وہ حیلے مستحسن ہیں اور جن حیلوں کے ذریعے کسی حق کا ابطال یا باطل پر ملمع چڑھانے یا کسی کے حق میں شبہ پیدا کرنے کا عنصر موجود ہو تو وہ حیلے مکروہ (ناجائز) ہیں۔

"فالحاصل ان ما یتخلص به الرجل من الحرام او یتوصل به الی الحلال من الحیل فهو حسن وانما یکره ذلک ان یحتال فی حق الرجل حتی یبطله او فی باطل حتی یموهه اوفی حق حتی یدخل فیه شبهة فما کان علی هذا السبیل فهو مکروه" [55]

4- امام برہان الدین ابن مازہ اپنی کتاب "المحیط البرھانی" میں لکھتے ہیں کہ ہمارے علماء احناف کا یہ مذہب ہے کہ ہر وہ حیلہ جس کے ذریعے سے کوئی شخص کسی دوسرے کا حق باطل کرنے یا اس کے حق میں شبہ داخل کرنے یا کسی باطل چیز پر ملمع چڑھانے کی تدبیر وحکمت کرے تو ایسے حیلے ہمارے ہاں بھی ناجائز ہیں اور اسی طرح ہر وہ حیلہ جس سے کوئی شخص حرام سے خلاصی حاصل کرے یا جس کے ذریعے حلال تک پہنچے تو ایسے حیلے مستحسن بھی ہیں۔

"مذهب علمائنا ان کل حیلة یحتال بها الرجل لابطال حق الغیر اولادخال شبهة فیه او لتمویه باطل، فهی مکروهه وکل حیلة یحتال بها الرجل لیتخلص بها عن الحرام او لتیوصل بها الی الحلال فهی حسنة "[56]

5- مفتی محمد شفیع اپنی تفسیر "معارف القرآن" میں واقعہ سبت میں یہودیوں کی نافرمانی کا تذکرہ کرنے کے بعد معارف ومسائل کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"دینی معاملات میں کوئی ایسا حیلہ جس سے اصل حکم شرعی باطل ہو جائے حرام ہے"[57] بلکہ ایک جگہ یہ بھی لکھتے ہیں۔ "واقعہ سبت "یہ ایک ایسا حیلہ ہے جس میں حکمِ شرعی کا ابطال بلکہ ایک قسم کا استہزاء ہے اس لیے ایسا حیلہ کرنے والوں کو بڑا سرکش ونافرمان قرار دے کر ان پر عذاب آیا"[58]

6۔ مفتی تقی عثمانی اپنی کتاب "غیر سودی بینکاری" میں اسی بابت رقم طراز ہیں۔

---

[55]۔ سرخسی، ابو بکر السھل، المسبوط، بیروت، دار الفکر، طبعہ اولیٰ، سنة الطبعة ۱۴۲۱ھ، ۳۰/ ۳۷۳

[56]۔ ابن مازہ، برہان الدین محمود بن احمد، المحیط البرھانی، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، س۔ن، ۲۱/ ۶۷

[57]۔ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، کراچی، ادارۃ المعارف، سن طبع ۱۹۹۹ء، ۱/ ۲۴۲

[58]۔ مفتی شفیع، معارف القرآن، ۱/ ۲۴۲

''خاص طور پر فقہاء حنفیہ نے واضح طور پر ایسے حیلوں کو جائز قرار دیا ہے جن کا مقصد حرام سے بچنا یا کسی تنگی سے نکلنا ہو''[59] اور اسی کتاب میں ایک جگہ امام بخاری کے احناف پر اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''امام بخاری نے اپنی صحیح میں جو کتاب الحیل قائم کر کے اس میں حنیفہ پر اعتراضات کی بارش کر دی ہے اس میں انہوں نے حیلے کی ان تین قسموں کو مد نظر نہیں رکھا بلکہ ہر قسم کے حیلے پر یکساں نکیر فرمائی ہے حالانکہ جن حیلوں کو امام بخاری نے ذکر فرمایا ہے، حنیفہ ان سب کو جائز نہیں کہتے''[60]

خلاصہ

حاصل کلام یہ ہے کہ فقہا عظام کے ہاں حیلوں کی متعدد اقسام ہیں لیکن مجموعی طور پر حیلے دو طرح کے ہوتے ہیں یعنی مشروع حیلے اور ممنوع حیلے۔ قرآن وسنت میں ان دونوں اقسام سے متعلق شواہد موجود ہیں جن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ زندگی میں درپیش مسائل کے شرعی حل کے پیش نظر کہ جس پر عمل کرنے سے دین کی اساس مجروح نہ ہو اور عمل سے مقصود دینی احکام سے فرار بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں قرآن وحدیث میں امثلہ موجود ہیں کہ ایسے حیلے مشروع ہیں یعنی ان پر عمل کرنا خلافِ شریعت متصور نہیں ہو گا لیکن دوسری طرف اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ قرآن وحدیث میں ایسے تمام عوامل بصورت حیلہ بھی ممنوع ہیں جن میں مقصود شرعی احکام سے پہلو تہی ہو۔ مزید یہ کہ اس ضمن میں بالخصوص احناف کے حوالے یہ اعتراض مختلف کتب میں مذکور ہے کہ فقہ حنفی میں حیل کا استعمال عام ہے جس بابت یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا وہ احکام الٰہی سے فرار کا راستہ دکھاتے ہیں تو اس تحریر سے یہ حقیقت بھی معلوم ہوئی کہ احناف کے ہاں بھی وہی حیلے جائز اور مشروع ہیں جنھیں کسی حق کے حصول یا ظلم کو رفع کرنے کے لیے بروئے کار لایا جاتا ہے اور یہ نہ ہی خلاف شریعت ہے اور خلاف فطرت بھی۔ چونکہ زندگی میں انسان کو مختلف احوال درپیش ہوتے ہیں اور مخصوص حالات میں جہاں بندہ مومن کے لیے کوئی گنجائش نظر نہ آتی ہو تو وہاں رخصت کے اصول کے تحت شرعی حیلہ کی گنجائش ہوتی ہے لہذا ایسی صورت کو خواہشات نفس کی پیروی کا نام نہیں دیا جائے گا بلکہ اس مقام پر احکامِ شرعیہ کی عظمت واہمیت اور تدبیری منزلت کے پیشِ نظر ہی ایسی صورت اختیار کی جاتی ہے کہ ظاہری احکام والفاظ کی خلاف ورزی تک بھی نہ ہو اور عمل کی گنجائش بھی نکل آئے یعنی

59۔ محمد تقی عثمانی، مفتی، غیر سودی بینکاری، کراچی، مکتبہ معارف القرآن، سن طبع ۲۰۱۱ء، ص ۱۶۱

60۔ مفتی تقی عثمانی، غیر سودی بینکاری، ص ۱۷۸

ایسے حیلوں میں تو اللہ تعالیٰ کے خوف ساتھ شارع اور نصوص کا احترام ہی پیش نظر ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہیے۔ البتہ جہاں حیلہ کے اختیار سے مقصود ہی اللہ تعالیٰ کے احکام کا استخفاف یعنی ہلکا سمجھنا اور استحقار یعنی حقیر سمجھنا ہو یا بظاہر اُس پر شریعت کا غلاف ہو تو ایسا حیلہ تمام فقہاء عظام کے ہاں اتفاقی طور پر مذموم ہونے کے ساتھ غیر مشروع بھی ہوگا۔

لیکن فرق صرف اتنا ہے جو مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے اسی موضوع پر تبصرہ کرتے ہوئے ما قبل بیان فرمایا کہ حیلوں کے مابین اختلاف زیادہ سے زیادہ صرف جزئیات کے انطباق میں ہو سکتا ہے کہ وہ مسئلہ اصولی طور پر "حیل" کی کس نوع میں سے ہے اور علامہ شاطبی "الموافقات" میں حیل کے حوالے سے اسی پیچیدگی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حیلوں کی تین قسمیں ہیں ایک تو وہ حیل ہیں کہ جس کے باطل ہونے میں کوئی اختلاف نہیں جیسے منافقوں اور ریاکاروں کے حیلے اور دوسرے وہ جن کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں جیسے مجبوری کی صورت میں کلمہ کفر کہنا اور تیسرے وہ حیل ہیں کہ جن میں اشکال اور پیچیدگی ہے یعنی جس میں غور کرنے والے کی فکر مضطرب ہو جاتی ہے کیونکہ حیلہ کی اس قسم میں کوئی واضح استدلال یا دلیل نہیں ہوتی کہ جس سے یہ بات ظاہر ہو کہ اس حیلہ کو پہلی غیر مجوزہ قسم سے ملایا جائے یا دوسری مجوزہ قسم سے۔ بس یہی تیسری قسم کے پیچیدہ حیل فقہاء کے مابین مختلف فیہ ہیں یعنی بعض فقہاء کرام نے اپنے بصیرت پر مبنی دلائل کے پیش نظر اِسے (تیسری قسم) پہلی غیر مجوزہ قسم میں شمار کر کے عدم جواز کا فتوی دیا ہے اور بعض دیگر فقہاء نے اپنے مستدلات سے اِسے (تیسری قسم) کو حیل کی دوسری مجوزہ قسم میں شمار کر کے جواز کا فیصلہ دیا ہے اور یہی حیل کا بحث کا لب لباب ہے۔